سوال

(330)وٹہ سٹہ کا نکاح

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہمارے خاندان کی دو لڑکیوں کا نکاح وٹہ سٹہ کے طور پر ہوا بوقت نکاح ایک لڑکی بالغہ تھی اور اس کی رخصتی ہوگئی جبکہ دوسری لڑکی کی رخصتی نا بالغہ ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ بڑی لڑکی والوں نے فریق ثانی سے یہ شرط لکھوائی کہ اگر تم نے اپنی لڑکی کی رخصتی نہ کی تو مبلغ چالیس ہزار روپیہ ہمیں ادا کرنا ہوگا۔ بڑی لڑکی کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے اور تیسری مرتبہ حاملہ تھی کہ اس کے خاوند نے خود کشی کرلی۔ بعض وجوہات کی بنا پر فریقین میں ناچاقی پیدا ہو چکی ہے۔ بیوہ کے والدین اپنی لڑکی کی آگے شادی کرنا چاہتے ہیں، جبکہ چھوٹی لڑکی والے اس میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ پہلے ہماری لڑکی کو طلاق دو پھر اس کی آگے شادی کرو۔ بڑی لڑکی والوں کا موقف ہے کہ حسب شرط (جو تحریر شدہ ہے) تم مبلغ چالیس ہزار روپیہ ادا کرو، پھر ہم تمہاری لڑکی کو طلاق دیں گے۔ ایسے سنگین حالات میں کیا کرنا چاہیے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ہمارے ہاں معاشرہ میں شریعت سے ناواقفیت کی بنا پر بعض لوگ جاہلانہ رسم و رواج کو بڑی سختی سے تھامے ہوتے ہیں ان میں سے ایک رسم نکاح وٹہ سٹہ ہے جسے عربی زبان میں نکاح شغار کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ نکاح دور جاہلیت کی یادگار ہے اور اسلام نے اس کے متعلق حکم امتناعی جاری کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''دین اسلام میں نکاح وٹہ سٹہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔'' [صحیح مسلم، النکاح: ۱۴۱۵]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح وٹہ سٹہ سے منع فرمایا ہے۔ [صحیح بخاری، النکاح: ۵۱۱۲]

واضح رہے کہ نکاح وٹہ سٹہ ہر صورت میں حرام ہے، خواہ حق مہر رکھا گیا ہو یا تبادلہ نکاح کو ہی حق مہر قرار دیا گیا ہو۔ ان احادیث کے پیش نظر اصولی طور پر صورت مسئولہ میں دونوں نکاح باطل ہیں لیکن لاعلمی کی وجہ سے ایک لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہے اور اس کے بطن سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے، نیز اس کا خاوند بھی فوت ہو چکا ہے اس بنا پر احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے متعلق گنجائش نکالی جائے، البتہ چھوٹی لڑکی جس کا صرف نکاح ہوا ہے ابھی رخصتی عمل میں نہیں آئی۔ اس کے نکاح کو کالعدم اور باطل قرار دیا جائے، اس لئے بچی کے والدین فریق ثانی سے طلاق لئے بغیر آگے نکاح کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بڑی لڑکی کے والدین کا ان سے چالیس ہزار روپے کا مطالبہ کرنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا صریح ظلم ہے جس کے متعلق شریعت اجازت نہیں دیتی ہے، نیز ایک حدیث کے مطابق جو شرط کتاب اللہ سے ٹکراتی ہو اور اس کا ثبوت شریعت میں نہ ملتا ہو وہ سرے سے باطل ہوتی ہے۔ اس لئے نکاح کے ساتھ یہ شرط بھی کالعدم قرار پائے گی اگر چھوٹی لڑکی والے طلاق لینے پر اصرار کرتے ہیں تو بڑی لڑکی والوں کو چاہیے کہ وہ اسے اپنی عزت کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ اپنی لڑکی کا گھر بسانے کے لئے چھوٹی لڑکی کو طلاق دے دیں اور ہر قسم کے مطالبہ سے دستبردار ہو جائیں۔ ویسے شریعت مطہرہ نے لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ

چاہیے تو بچپن میں ہونے والے نکاح کو مسترد کر دے لیکن یہ خیار بلوغ صرف اس صورت میں استعمال کیا جا سکتا ہے کہ وہ بلوغت کے فوراً بعد نکاح کے متعلق اپنی ناگواری کا اظہار کر دے ۔ یہ اختیار عرصہ دراز تک کے لئے حاصل نہیں رہتا ۔ الغرض چھوٹی بچی کا نکاح شغار ہونے کی بنا پر کالعدم ہے اور اس کے سرپرست آگے نکاح کرنے کے مجاز ہیں ۔ اسی طرح کسی فریق کا دوسرے سے رقم وغیرہ کا مطالبہ کرنا بھی شرعاً صحیح نہیں ہے ۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:347